عورت کی معاشی سرگرمیوں کی حدود، تقاضے اور مسائل
(شرعی و قانونی مطالعہ)

نسیم محمود☆

محمد ارشد☆☆

اسلام ایک مکمل ضابطہء حیات ہے اور زندگی سے متعلق ہر گوشہ پر اہم تعلیمات فراہم کرتا ہے اور زندگی میں نکھار پیدا کرنے کے لئے راہنمائی فراہم کرتا ہے۔زندگی کے اہم ترین گوشوں میں ایک گوشہ عورت کی زندگی اور اس کے حقوق و فرائض ہیں۔ مرد وزن انسانی زندگی کے دو اہم ستون ہیں اور ان میں ہر ایک کی ذمہ داریوں کے اہم گوشے ہیں جن میں وہ اپنا کردار ادا کرکے خاندانی نظام میں نکھار پیدا کرکے معاشرے کو حقیقی معنوں میں ایک فلاحی معاشرہ بنا کر انسانی زندگی کو واقعۃًاللہ تعالیٰ کی نیابت والی زندگی بنادیتے ہیں۔ شریعتِ اسلامیہ نے عورت کی ذمہ داریوں کی حدود کا تعین کر دیا ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ آیا عورت معاشی اعتبار اپنے آپ کو مصروفِ عمل کر سکتی ہے یا نہیں؟ کیونکہ آج معاشرے کا ہر فرد فکرِ معاش میں مبتلاء ہے اور ہر کسی کے ذہن میں یہی ہے کہ زیادہ مال خوشحالی کا ذریعہ ہے اور اس مقصد کے لئے مرد وزن کی تمیز کے بغیر معاشرے کا ہر فرد یہ سمجھتا ہے کہ معاشی وسائل کے حصول کے لیے محنت اور دوڑ دھوپ کرنا لازمی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے مرد اور عورت دونوں پر معاشی تگ ودو لازم نہیں کی بلکہ اس میدان میں ذمہ داری مرد کی بنتی ہے اور عورت کو گھر کے اندر تربیت اولاد اور گھر کے نظام کی تنظیم کی ذمہ داریاں سونپیں تاکہ گھر سکون اور محبتوں کا مرکز ہو اور گھر کا ہر فرد ایک عملی مسلمان نظر آئے۔اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: المراۃ راعیة علی بیت زوجها وولده و هی مسؤلة عنهم (1)"عورت اپنے شوہر کے گھر اس کے بچوں کی نگران ہے اور اس دائرہ عمل میں جواب دہ ہے"

☆اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ

☆☆ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ

اگر دیکھا جائے تو نظم البیت اور تربیتِ اولاد کی ذمہ داری بہت بڑی ذمہ داری ہے۔اس ذمہ داری کی نزاکت ثریا بتول اس انداز میں بیان کرتی ہیں: "عورت کی یہ ذمہ داریاں بڑی اہم ہیں اس محاذ پر ڈٹے رہنا اس کے لئے بڑا ضروری ہے بلکہ اس سے تھوڑی دیر کے لئے بھی ہٹنا اس کے لئے بڑا مضر ہے یہی وجہ ہے عورت کو اجتماعی عبادات مثلاً نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں جانے، نماز جمعہ یا نماز جنازہ پڑھنے سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے"(2)

رہا معاملہ کسبِ معاش کا تو یہ طے ہے کہ یہ عورت کی بنیادی ذمہ داری نہیں بلکہ یہ مرد کی ذمہ داری ہے لیکن اگر قرآن پاک کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا جائے تو یہی واضح ہوتا ہے کہ اسلام عورت کے کسب معاش پر پابندی عائد نہیں کرتا بلکہ بعض حالات میں اس کو اس کام کی اجازت ہے اور ملکیتِ مال کا اس کو حق حاصل ہے تبھی تو قرآن میں فرمایا: لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُواْ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُواْ اللَّهَ مِن فَضْلِهِ(3)" مردوں کے لئے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لئے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور اللہ سے اس کا فضل مانگا کرو" اس سے واضح ہوا کہ اسلام نے عورت کو مطلق مال کمانے کی کوشش پر پابندی عائد نہیں کہ بلکہ اس کو اس لحاظ سے آزاد رکھا ہے۔اس آیت پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام نے عورت کی جدوجہد کو صرف علم و فکر کے میدان تک محدود نہیں رکھا بلکہ اس کی پرواز عمل کے لئے وسیع تر فضا مہیا کی ہے وہ جس طرح علم و ادب کی راہ میں پیش قدمی کرسکتی ہے اس طرح اس کو مختلف پیشوں کو اپنانے اور بہت سی ملی و اجتماعی خدمات کے انجام دینے کی بھی اجازت دی ہے لہذا اگر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ابتدائے اسلام کی عورت صرف گھر کی چار دیواری تک ہی محدود نہ تھی بلکہ زندگی کے میدان میں یہ مصروف عمل نظر آتی ہے چنانچہ عورت کی معاشی سرگرمیوں کی دو طرح کی حدود سامنے آتی ہیں ایک تو اس کی اندرونِ خانہ معاشی سرگرمیاں اور دوسری بیرونِ خانہ سرگرمیاں۔ذیل میں ان کی تفصیل پر غور کیا جاتا ہے۔

عورت کی اندرونِ خانہ معاشی سرگرمیوں کی حدود:

اندرونِ خانہ معاشی سرگرمیاں دو طرح کی نظر آتی ہیں ایک تو خالصتاً عورت کے اپنے گھر کی مصروفیات اور دوسرے اجرت پر کئے جانے والے کاموں کی اندرونِ خانہ مصروفیات ان کی تفصیل پر جب غور کیا جاتا ہے اسلامی و قانونی تعلیمات کی روشنی میں صورتِ حال کچھ یوں سامنے آتی ہے:

ا۔ عورت کے اپنے گھر کی معاشی مصروفیات:

اگر تنقیدی نگاہ سے دیکھا جائے تو مرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ گھر کے معاملات کا خیال رکھے اور شرعی اور قانونی اعتبار سے عورت خاوند کے گھر کے کام کاج کی ذمہ دار نہیں ہے بلکہ فقہ کی کتابوں میں تو یہاں تک وضاحت ملتی ہے کہ اگر عورت کا تعلق ایسے خاندان سے ہے جہاں گھر کے کام اس گھر کی عورتیں نہیں کرتیں تو خادم کا بندوبست کرنا شوہر کی ذمہ داری ہے۔(4) ایسے حالات میں اگر شوہر گھر کے امور کی انجام دہی کے لئے ملازم کا انتظام کرے گا تو اس کو اس ملازم کی تنخواہ بھی ادا کرنا پڑے گی اب بیوی اس گھر کے سارے کام اگر خوشدلی سے کرتی ہے تو یہ اس کی اپنے شوہر مہربانی ہو گی اور اس کے امور میں معاونت کی ایک اعلیٰ مثال ہو گی۔ اب گھر میں بچوں کی نگہداشت، ان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام، ان کے کپڑے دھونا، استری کرنا، ان کی سلائی کرنا، گھر کی صفائی اور کھانے پکانے کا بندوبست اور افرادِ خانہ کی مہمانداری کے انداز میں ان کو کھانا کھلانے اور برتن سنبھالنے جیسی خدمت کرنا ایسے امور ہیں جو مرد کا بہت سا معاشی بوجھ کم کر دیتی ہے اور یہ وہ سارے امور ہیں جن پر اگر شوہر خرچ کر کے اہتمام کرتا تو اس کے لئے وبال جان بن جاتا لیکن یہ خاتون فرمانِ نبوی "المرأة راعية على بيت زوجها وولده و هى مسؤلة عنهم(5)"عورت اپنے شوہر کے گھر اس کے بچوں کی نگران ہے اور اس دائرہ عمل میں جواب دہ ہے" کی عملی تصویر نظر آتی ہے اور گھر کی خدمت میں مصروف نظر آتی ہے۔ اس طرح کی معاشی سر گرمیوں میں ایک ہی شرط ہے کہ گھر کے کسی فرد کی دل آزاری نہ ہو اور نہ ہی کوئی بوجھ سمجھ کر یہ کام کیا جائے بلکہ اپنا اخلاق فرض سمجھ کر ایسے معاملات کئے جائیں۔ شرعی اور قانونی اعتبار سے مینجمنٹ اور مالی حساب اہم شعبوں کی حیثیت رکھتے ہیں مگر گھر کے ماحول میں امور خانہ کی انجام دہی کے لئے عورت اگر شوہر کی اجازت کے بغیر بھی اس کا مال اس کے گھر کے اخراجات کے لئے خرچ کرے گی تو بھی اس کے لئے آدھا اجر ہے۔(6) اسلام کی اس طرح کی تعلیمات واضح کرتی ہیں کہ اگر کسی موقع پر کسی کو مالی صورت میں معاوضہ نہیں بھی ملتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا شخص اجر کا مستحق ضرور ٹھہرتا ہے جو کہ دنیوی مال کی نسبت وہم و گمان سے بالا اہمیت کا حامل ہے۔

۲۔اندرونِ خانہ اجرت پر معاشی سرگرمیاں:

عورت کے لئے اس کا گھر اور اس کی چار دیواری سب سے محفوظ مقام ہے اور اس مقام پر اپنی گذر بسر کے لئے محنت مشقت کرنے میں نہ کوئی مضائقہ ہے اور نہ ہی کوئی شرعی ممانعت بلکہ اس کا یہ عمل شرعاً بھی مستحسن ہے اور اللہ کی محبت اور اس کے قرب کا ایک ذریعہ بھی ہے۔ چنانچہ حضرت فاطمہ بنت ثبیہ رضی اللہ عنہا کے تذکرے سے پتہ چلتا ہے کہ انصار کی عام عورتیں سلائی کا کام کیا کرتی تھیں۔اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی صنعت و حرفت سے واقف تھیں اس کے ذریعے اپنے، اپنے خاوند اور بچوں کے اخراجات بھی پورے کرتی تھیں۔ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

"انی امراۃ ذات صنعۃ ربیع منہا ولیس لی ولا لزوجی ولا لولدی شیئ"میں ایک کاریگر عورت ہوں چیزیں تیار کر کے فروخت کرتی ہوں (اسی طرح میں کماتی ہوں) لیکن میرے شوہر اور بچوں (کا کوئی ذریعہ آمدنی نہیں ہے اس لئے) ان کے پاس کچھ نہیں "انہوں نے دریافت کیا کہ کیا وہ خرچ کر سکتی ہیں؟ آپ نے جواب دیا: "ہاں تمہیں اس کا اجر ملے گا" (7)۔اسی طرح حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا سے ان کے شوہر نے ایک مرتبہ غیر ارادی طور پر کہہ دیا کہ آج سے تمہاری حیثیت میری ماں کی سی ہے بعد میں دونوں مسئلہ دریافت کرنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے چونکہ اس وقت تک اس مسئلہ میں کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شوہر کو حکم دیا کہ اجازت ملنے تک تم اپنی بیوی سے الگ رہو۔ یہ سن کر بیوی نے کہا: یارسول اللہ مالہ من شئی وما ینفق علیہ (8) "اللہ کے رسول! ان کے پاس تو خرچ کے لئے کچھ بھی نہیں ہے میں ہی ان پر خرچ کرتی ہوں"۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ دورِ رسالت مآب ﷺ میں کچھ خواتین ایسی تھیں جو کہ اپنے خاندان کی کفالت کے لئے محنت مشقت کرتی تھیں اور باعزت انداز میں اپنی زندگی بسر کرتی تھیں اور اس معاملہ کی مزید وضاحت اس روایت سے بھی ہو جاتی ہے جس میں حضرت ام صبیہ حولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "ہم عہد رسالت اور شروع عہد فاروقی میں مسجد میں آپس میں دوستی کیا کرتی تھیں اور کبھی چرخہ کات لیا کرتی تھیں اور کبھی بعض عورتیں کھجور کے پتوں سے کوئی چیز بنالیا کرتی تھیں"(9)

اس روایت پر غور کریں اور آج کی محنتی خواتین کا جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ گھریلو صنعت میں خاتونِ خانہ کھجور کے پتوں سے دستی پنکھے، روٹی کی چنگیریں اور دیگر کئی طرح کی استعمال کی چیزیں بناتی ہیں اسی طرح ڈرائی فروٹ کی چھلکوں سے علیحدگی اور ان کی پیکنگ، فٹ بال کی سلائی، بوتیک ہاؤسز اور اس طرح کے اندرونِ خانہ کے کام عورت کو باعزت روزگار بھی دے رہے ہیں اور معاشرہ میں باوقار زندگی بسر کرنے کا موقع بھی فراہم کر رہے ہیں جو کہ اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہیں ان کے جواز میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ مگر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ خاوند کی عزتِ نفس بھی مجروح نہ ہو اور اگر اس کے گھر محرم یا اس کا شوہر موجود ہے تو اس عورت کی غیر محرم افراد کے ساتھ براہِ راست بات چیت یا معاملہ کی انجام دہی نہ ہو بلکہ درمیان میں کسی فردِ خانہ کو شامل کرے۔ اسی طرح کچھ افراد کی معاشرتی ساکھ اس طرح کی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر طرح کی نعمت سے نوازا ہوتا ہے اب اگر ایسے خاندان کی خواتین اس طرح کی محنت مشقت شروع کر دیں تو ایک طرح سے اس گھر کے مرد اس چیز کو اپنے لئے بے عزتی کا ذریعہ سمجھیں گے۔ لہذا ایسی صورت میں اس طرح کی معاشی سر گرمیوں میں شرکت سے گریز کر کے معاشرے کے غریب اور نادار افراد کی خدمت کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

عورت کی بیرونِ خانہ معاشی سر گرمیوں کی حدود:

عورت کو اسلام میں گھر کے اندر جس طرح معاشی سر گرمیوں میں شامل ہونے کی اجازت ہے اسی طرح گھر سے باہر بھی اس کو بعض حدود و قیود کے ساتھ معاشی سر گرمیاں جاری رکھنے کی اجازت ہے۔ اگر تعلیماتِ نبوی کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے آپ ﷺ نے عورت کو معاشی کوشش سے منع نہیں فرمایا بلکہ بعض مواقع پر آپ ﷺ نے ایسی کوشش پر اجر و ثواب کی بشارت سنائی ہے۔ اس ذیل میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خالہ کا واقعہ بیان یوں بیان کرتے ہیں:

"میری خالہ کو ان کے شوہر نے طلاق دے دی (طلاق کے بعد ان کو عدت کے دن گھر میں گزارنے چاہیئے تھے لیکن انہوں نے عدت کے دوران ہی میں) اپنے کھجور کے چند پیڑ کاٹنے کا ارادہ کیا تو ایک صاحب نے سختی سے منع کیا (کہ اس مدت میں گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے) یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں استفسار کے لئے گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اخرجی فجدی نخلک لعلک ان تصدق

منه او تفعلی خیرا" کھیت جاؤاور اپنے کھجور کے درخت کاٹو! اس رقم سے بہت ممکن ہے تو صدقہ و خیرات یا کوئی بھلائی کا کام کر سکو"(10)

اس روایت پر اگر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے اسلام نے حالتِ مجبوری میں کسب معاش کے لئے جدوجہد کرنے والی عورت کے اس عمل کو ستائش کی نظر سے دیکھا ہے اور واضح کیا ہے کسمپرسی کی کیفیت میں دوسروں کے دستِ نگر بننے کی بجائے محنت کرنا اس کے لئے افضل اور شریعت کی نظر میں مستحسن ہے۔بلکہ اس ذیل میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا معاملہ حدیث میں یوں نقل ہے کہ "حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کو باہر دیکھ کر تنقید کی تو وہ(خاموشی سے)گھر واپس چلی آئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا اس کے فوراً بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزول وحی کی سی کیفیت ہو گئی جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انه قد اذن لکن ان تخرجن لحاجتکن" (11)بے شک اللہ نے تمہیں گھر سے باہر اپنی ضروریات کے لئے نکلنے کی اجازت دے دی ہے "حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقید شریعت کے احکام کے ساتھ مضبوط وابستگی کی وجہ سے تھی مگر حضور ﷺ نے قیامت تک آنے والی ضرورت مند خواتین کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے۔اب ذیل میں عورت کی بیرونِ خانہ معاشی مصروفیات میں سے چند مصروفیات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

ا۔عورت کی زرعی مصروفیات: عورت مدنی زندگی میں جہاں جہاد میں مصروف نظر آتی ہے وہیں یہ دیگر معاملاتِ زندگی میں بھی پیش پیش نظر آتی ہے اور اس کی اس مصروفیت کو مولانا وحید الزمان بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:"مدینہ کی زندگی میں عورتوں کے اس طرح کثرت سے واقعات ہیں اس وقت عورتیں نہ صرف گھر کا بلکہ باہر کا بھی اکثر کام کرتی تھیں اس کی وجہ یہ تھی کہ مرد زیادہ تر جہاد اور تبلیغ دین وغیرہ میں مشغول رہتے تھے ان کو موقع نہیں ملتا تھا کہ گھر کی ذمہ داریوں کو ادا کریں چنانچہ ان عورتوں نے گھر کی دیکھ بھال اور زراعت اور باغبانی بھی کی اور جانوروں کی دیکھ بھال بھی کی"(12)

اسی طرح حضرت سہل بن سعد الساعدی ایک صحابیہ کا تذکرہ کرتے ہیں جو کہ پانی کی نالیوں کے کنارے اپنی کھیتی پر چقندر اگایا کرتی تھیں، یہ اور دیگر صحابہ کرام جب ان سے ملنے جاتے تو یہ ان کو چقندر کا حلوہ کھلاتی تھیں۔(13)

اس طرح کی روایات سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں عورت کے لئے معاشی تگ ودو نہ صرف جائز بلکہ قابل ستائش بھی ہے اور اس طرح کی معاشی مصروفیت جو کہ انسانوں، جانوروں اور پرندوں کی خوراک بن کر اس طرح کی محنت کرنے والے کے لئے صدقہ ء جاریہ بن جائے جیسا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "ما من مسلم يغرس غرسا، أو يزرع زرعا، فيأكل منه طير أو إنسان أو بهيمة، إلا كان له به صدقة" (14) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھیتی میں بیج بوئے، پھر اس میں سے پرند یا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔ یقیناً اسلام میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اس طرح کی محنت کرنے والی خاتون کو بھی نگاہِ قدرت میں معزز بنا دیتا ہے اور ایسی خاتون کی اس طرح کی مصروفیت خاندان کے افلاس اور غربت کے خاتمہ کا بھی ذریعہ بنتی ہے۔ ملکِ پاکستان میں اگر اسی معاملہ کو لیا جائے تو مرد و عورت دونوں کے لئے زرعی قوانین یکساں ہیں۔ ان میں جنس کی بنیاد پر کسی قسم کا کوئی فرق روا نہیں رکھا گیا بلکہ دونوں اجناس اس میں برابر کے شریک ہیں۔ ہاں اسلامی تعلیمات کی اس میں شرط ہے کہ عورت اس میدان میں اپنے پردہ کا اہتمام کرے، مرد و عورت کا اختلاط نہ ہو اور ایسی مصروفیت شرعی اعتبار سے ممنوع مسافت پر نہ ہو۔ عملی اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو پاکستانی کھیتوں میں زراعت پیشہ خواتین پردے کو کسی خاطر میں نہیں لاتیں جس کی وجہ سے یہ جائز کام بھی ناجائز ہو جاتے ہیں۔

۲۔ عورت کی تجارتی مصروفیات: اسلام ریاستِ اسلامیہ کے کسی فرد پر کسبِ معاش پر کسی طرح کی کوئی پابندی عائد نہیں کرتا بشرطیکہ اس لئے ذرائع حلال اختیار کئے جائیں۔ انہیں حلال ذرائع میں سے ایک ذریعہ تجارت کا ہے اور دورِ رسالت مآب ﷺ میں باقاعدہ خواتین اس عمل میں مصروف نظر آتی ہیں بلکہ اگر غور کیا جائے تو رسول اکرم ﷺ کی محبوب زوجہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود اس عمل میں پیش پیش تھیں اور خود رسول اللہ ﷺ ان کا سامان تجارت کی غرض سے لے کر شام کی طرف تشریف لے گئے اور یہی تجارتی سفر مکہ اس رئیسہ تاجر خاتون کے آپ ﷺ کی طرف میلان کا ذریعہ بنا جو کہ آپ ﷺ کے ساتھ ان کے نکاح پر منتج ہوا۔ ابن سعد اس حوالے سے رقمطراز ہیں کہ "خدیجۃ الکبریٰ ایک معزز، شریف، بڑی دولت مند اور تاجر خاتون تھیں۔ آپ ملک شام، مال تجارت بھیجا کرتی تھیں۔ قریش کے اونٹوں پر جس قدر

مال ہوتا تھا اس قدر ان کے تنہا اونٹوں پر ہوتا تھا۔ آپ مردوں سے تجارت کرایا کرتی تھیں۔ سرمایہ آپ کا ہوتا تھا اور نفع میں آپ اور آپ کا شریک مرد دونوں برابر کے حصہ دار ہوتے تھے"(15) اسی طرح حضرت قیلہ ام بنی انمار رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث نقل کرتی ہیں: "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوہ مروہ پر آئے میں لکڑی پر سہارا لے کر آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھ گئی اور میں نے کہا: "یارسول اللہ! میں خرید و فروخت کرنے والی عورت ہوں۔ کبھی میں ایک چیز خریدنا چاہتی ہوں اور میں نے اس کی قیمت اپنے ذہن میں مقرر کرلی ہے۔ اس سے کم قیمت دیتی ہوں پھر بڑھاتے بڑھاتے اسے اس قیمت پر لیتی ہوں جو قیمت میں نے اپنے ذہن میں مقرر کی تھی۔ اسی طرح کبھی میں ایک چیز بیچنا چاہتی ہوں اور اسے اپنے ذہن میں مقرر کردہ قیمت سے زیادہ بتاتی ہوں پھر گھٹاتے گھٹاتے اس قیمت پر بیچ ڈالتی ہوں جو قیمت میں نے اپنے ذہن میں مقرر کی تھی" فرمایا: "قیلہ ایسا نہ کیا کرو جب تم کسی چیز کو خریدنا چاہو تو وہی قیمت دو جس قیمت پر تم اسے خریدنا چاہتی ہو خواہ وہ چیز تمہیں ملے یا نہ ملے اور جب تم کوئی چیز بیچنا چاہو تو جس قیمت پر اسے بیچنا چاہتی ہو وہی قیمت بتاؤ خواہ تم کو وہ قیمت ملے یا نہ ملے"(16)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ عورت نہ صرف اسلامی نظر میں کسبِ معاش کی کوشش کرسکتی ہے بلکہ خود نبی کریم ﷺ نے حلال کمائی کے صحابیات کو اکتسابِ حلال کے اصول بھی سمجھادیئے تاکہ اس معاملہ میں کسی پر ظلم نہ ہو اور اگر شرعی حدود و قیود میں رہتے ہوئے عورت خرید و فروخت کے معاملات میں شریک بھی ہوسکتی ہے اور یہ سلسلہ دورِ صحابہ میں بھی چلتا رہا۔ اس حوالے سے مروی ہے کہ "حضرت عمرہ بنت طبیخ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ اپنی لونڈی کے ساتھ بازار جاکر میں نے مچھلی خریدی اور اس کو جھولے میں رکھا (لیکن چونکہ جھولا چھوٹا تھا) اس لئے مچھلی کا سر اور دم باہر نکلی ہوئی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ادھر سے گزر ہوا تو دیکھ کر پوچھا: کتنے میں خریدی ہے؟ یہ تو بہت بڑی بھی ہے اور نفیس بھی۔ اس سے گھر کے سب لوگ سیر ہو کر کھا سکتے ہیں"(17) یہ تمام روایات خواتین کے خرید و فروخت کرنے کے بارے میں ایک سند کی حیثیت رکھتی ہیں اور اس بارے اسلامی احکام کی وضاحت کرتی ہیں۔

ملکِ پاکستان کی عملی صورت اگر دیکھی جائے تو اس میں مرد و عورت دونوں کو ہر قسم کی قانونی تجارت کی عام اجازت ہے اور پاکستان کا آئین اس کی واضح صراحت کرتا ہے کہ:

"Subject to such qualifications, if any, as may be prescribed by law, every citizen shall have the right to enter upon any lawful profession or occupation, and to conduct any lawful trade or business."(18)

"قانون کی طے کردہ ان خصوصیات کے مطابق، اگر کوئی ہو تو، پاکستان کے ہر شہری کو حق حاصل ہو گا کہ وہ کسی بھی قانونی شعبے یا پیشے کو اختیار کرے اور کسی بھی قسم کی قانونی تجارت یا کاروبار کرے"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ پاکستان کا قانون عورت کو کسی قسم کے کاروبار سے منع نہیں کرتا بلکہ اس کو ہر جائز کاروبار اور تجارت کی مکمل آزادی دیتا ہے اس لئے کہ اس آئین کی رو سے مرد و عورت میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں بلکہ یہ سب برابر ہیں جیسا کہ اس میں واضح ہے:

"(1) All citizens are equal before law and are entitled to equal protection of law.

(2) There shall be no discrimination on the basis of sex alone."(19)

"(1) تمام شہری قانون کے سامنے برابر ہیں اور قانونی تحفظ کے برابر کے حقدار ہیں

(2) محض جنس کی بنیاد پر کسی قسم کی کوئی تفریق نہیں کی جائے گی"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ ملکی قوانین اور شرعی تعلیمات کسی پر کسی بھی قسم کے جائز کاروبار پر پابندی عائد نہیں کرتے ہیں بلکہ اس معاملہ میں شرعی اور ملکی قوانین کی پاسداری کرتے ہوئے اسلامی ریاست کے ہر شہری کو تجارت اور کاروبار کی مکمل آزادی ہے جو کہ عورتوں کی اس معاملہ میں مصروفیت دیگر عورتوں کو سہولت فراہم کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔

اسلام کا " وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ " (20) تم اپنے گھروں میں بیٹھی رہو" کے تحت عورت کو گھر میں ٹھہرے رہنے کا حکم اس کی سہولت اور آسانی کے لئے دیا ہے نہ کہ اس لئے کہ وسائل کی عدم دستیابی کی صورت میں دوسروں کی دستِ نگر بنی رہے بلکہ اس کے برعکس اسلام نے عورت کو شرعی حدود کی پاسداری اور اپنی عزتِ نفس کی پاسداری یقینی بناتے ہوئے اجازت بخشی ہے کہ وہ حلال وسائل روزگار کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے معاشی حالات کو بہتر بنانے کے لئے کسی قسم کی محنت اور معاشی سرگرمیاں اختیار کر سکتی

ہے۔آئین پاکستان میں بھی عورتوں کے لئے عمومی طور پر حق معاش کا ذکر کیا گیا ہے چنانچہ آئین پاکستان کے آرٹیکل 23میں واضح درج ہے۔

"Every Citizen Shall have the Right to acquire, hold and dispose of property in any part of Pakistan. Subject to the constitution and any reasonable restrictions imposed by law in the public interest"(21)

"پاکستان کے ہر شہری کو یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ آئین اور دیگر معقول شرائط جو کہ مفاد عامہ کی خاطر قانوناعائد کی گئی ہوں، کی پاسداری کرتے ہوئے پاکستان کے کسی بھی حصے میں جائیداد بنائے،اس کو اپنا پاس رکھے یا کسی اور کے حوالے کر دے"

آئین کی اس شق پر غور سے واضح ہوتا ہے کہ اس ملک میں عورت کے لئے مال و دولت کے حوالے سے عورت پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں بلکہ اس معاملہ میں مرد و زن دونوں برابر ہیں۔

۳۔عورت کی علاج معالجہ کی مصروفیات اور اسلامی تعلیمات: فن طب ایک اہم فن ہے اور خدمتِ خلق کے ذریعے عبادت کا ایک اہم ذریعہ اور علم کی اسی شاخ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا تھا العلم علمان علم الادیان وعلم الابدان"(22)علم دو طرح کے ہیں،ایک علمِ ادیان اور دوسرا علم ابدان ہے"اور واقعی یہ علم ایمانیات کے بعد انسانیت میں اہم درجہ رکھتا ہے اور عبادات و فرائض کی صحیح انداز میں انجام دہی کے لئے انسان کا صحت مند ہونا ضروری ہے۔اسی طرح عورت کے باعزت روزگار کی جائز صورتوں میں ایک صورت اس کے علاج معالجہ کی مصروفیت ہے۔شرعی حدود کی پاسداری میں عورت کے لئے مرد کے سامنے اپنے آپ کو طبّی معائنہ کے لئے پیش کرنا شرعا اور اخلاقا دونوں اعتبار سے قبیح ہے۔عورتوں کے علاج معالجہ کا یہی معاملہ اگر ایک عورت اپنے ہاتھ میں لے لے اور علم کے اس میدان مہارت حاصل کرنے کے بعد خدمتِ خلق کا سلسلہ اس انداز سے شروع کرے گی تو یہ عورتوں کے لئے بھی محفوظ عمل ہو گا اور وہ اپنے طبّی معاملات کھل کر بیان بھی کر سکیں گی اور اس طرح بہتر تشخیص کے بعد ان کو بہتر انداز سے ٹریٹمنٹ دی جائے گی۔خدمتِ انسانیت کے اس میدان میں اگر دیکھا جائے تو طب اور جراحت میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام اطاع رضی اللہ عنہا، حضرت اسلمیہ رضی اللہ عنہا، حضرت بنت جحش رضی اللہ عنہا، حضرت معاذ لیلی

رضی اللہ عنہا، حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام زیادت ربیع رضی اللہ عنہا، حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو زیادہ مہارت حاصل تھی۔ یہ جنگ و امن میں مریضوں کا علاج اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں اس ذیل میں امام بخاری حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت بیان کرتے ہوئے ان کے الفاظ بیان کرتے ہیں کہ کنا مع النبی ﷺ نسقی ونداوی الجرحیٰ ونرد القتلیٰ الی المدینۃ"(23)ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوتے، (مجاہدین کو) پانی پلاتے، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتے اور مقتولین کو مدینہ پہنچاتے تھے "اسی طرح کی روایت مسند احمد میں بھی ہے(24)۔ بلکہ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ خود سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور امہات المومنین میدان جنگ زخمیوں کو سنبھالتی اور ان کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔

ملک پاکستان میں باقاعدہ عورت اس میدان میں مہارت حاصل کر رہی ہے اور آج میڈیکل کالجز میں مردوں کی نسبت عورتیں زیادہ نظر آ رہی ہیں اس کی وجہ عورتوں کی زیادہ آبادی بھی ہو سکتا ہے مگر یہ خواتین آرمی اور سول سوسائٹی میں قوم کی خدمت میں مصروف نظر آتی ہیں قباحت صرف بے پردگی ،مرد و عورت کے اختلاط، دونوں کی تنہائی اور عمل جراحت میں شرعی حدود و قیود کی عدم پاسداری ہے کہ جس میں بسا اوقات مرد عورتوں کے اور کبھی عورتیں مردوں کی مرہونِ منت ہوتی ہیں۔ اگر تو اس معاملہ میں موافق جنس کی عدم دستیابی ہو تو پھر تو ایسا جائز ہو گا جس کی بنیاد فقہی قاعدہ "الضرورات تبیح المحظورات "(25)ضرورت ناجائز چیزوں کو جائز کر دیتی ہے" کی بنیاد پر ہے اور شاید اسی ضابطہ کی بنیاد پر دورِ نبوی ﷺ میں خواتین میدان جنگ میں زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں۔

بیرونِ خانہ عورت کی معاشی سر گرمیوں کی شرائط:

جہاں اسلام نے عورت کے لئے اس کی معاشی سر گرمیوں کی حدود کا تعین کیا ہے وہیں ان معاشی حدود میں کچھ شرائط کا تعین بھی کیا ہے۔ ذیل میں ان شرائط میں سے چند کا کچھ وضاحت سے تذکرہ کیا جاتا ہے۔

محرم کے بغیر سفر کی ممانعت:

اسلام نے عورت کی معاشی سر گرمیوں کے لئے ایک شرط یہ رکھی ہے کہ وہ اس مقصد کے لئے اکیلی سفر نہ کرے بالخصوص پاکستانی حالات کا جائزہ لیا جائے تو آج ایک عورت کا اکیلے گھر سے نکلنا نہ صرف نا

مناسب ہے بلکہ مالی اور عزت و ناموس کی حفاظت کے اعتبار سے خطرناک بھی ہے اور اسلام ایسے معاملات میں عورت کو غیر محفوظ نہیں کرنا چاہتا اسی لئے عورت پر قید لگا دی کہ وہ اکیلی سفر پہ نہ نکلے بلکہ اس کے ساتھ کسی محرم کا ہونا لازم قرار دے دیا چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: قال رسول اللہ ﷺ لایحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر ان تسافر سفرا ثلاثة ایام فصاعدا الا ومعها ابوهااواخوهازوجهااوابنهااوذومحرم منها وفی الباب عن ابی هریرة وابن عباس وابن عمر هٰذا حدیث حسن صحیح وروی عن النبی ﷺانه قال لا تسافر المرأة مسیرة یوم ولیلة الامع ذی محرم والعمل علی هٰذا عند اهل العلم یکرهون للمراة ان تسافر الا مع ذو محرم واختلف اهل العلم فی المراة اذاکانت موسرة ولم یکن لها محرم هل تحج؟فقال بعض اهل العلم لا یجب علیها الحج لان المحرم من السبیل لقوله تعالٰی (من استطاع الیه سبیلا۔آل عمران،97/3) فقالوا اذالم یکن لها محرم فلا تستطیع الیه سبیلا وهو قول سفیان الثوری واهل الکوفة وقال بعض اهل العلم اذا کان الطریق اٰمنا فانهاتخرج مع الناس فی الحج وهو قول مالک والشافعی (26)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسی عورت جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس کے لئے جائز نہیں تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر اپنے باپ، بھائی، شوہر، بیٹے یا اپنے کسی محرم کے بغیر کرے۔اس باب میں حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔آپ ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ عورت اپنے محرم کے بغیر ایک دن اور رات کا سفر نہ کرے اور اس حدیث پر اہل علم کا عمل اس طرح ہے کہ وہ عورت کے محرم کے بغیر سفر کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ایسی عورت جو خوشحال ہو اور اس کا کوئی محرم بھی نہ ہو تو اس کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ وہ حج کرے گی؟ بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ اس پر حج واجب نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کہ وہ راستے کی طاقت رکھتا ہو اس میں محرم بھی شامل ہے۔یہی سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا مؤقف ہے اور بعض علماء کا کہنا ہے کہ جب راستہ محفوظ ہو تو وہ حج کے لئے لوگوں کے ساتھ جا سکتی ہے اور یہ مؤقف مالک اور شافعی کا ہے"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ایک دن اور ایک رات کے سفر کی محرم کے بغیر سفر کی ممانعت والی روایت امام ترمذی نے حسن صحیح قرار دیا ہے۔(27) بلکہ اسی کی تاکید میں امام ترمذی ہی کی حضرت

عبداللہ سے مروی روایت ہے جس کو انہوں نے حسن صحیح قرار دیا ہے کہ: المرأة عورة فاذا خرجت استشرفها الشیطٰن"(28) عورت پردہ ہے پس جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانکتا ہے"۔

ان تمام روایات سے واضح ہوتا ہے کہ عورت کا خاوند اور محرم کے بغیر طویل سفر شرعاً ممنوع ہوگا ہاں ان کے ساتھ طویل سفر جائز ہوتے ہوئے ایسے سفر میں معاشی سرگرمیوں میں حصہ لیا جاسکتا ہے اسی طرح مختصر سفر یا گھر کے قریب عورت کی خاوند یا محرم کے بغیر بھی معاشی سرگرمیوں میں کوئی مضائقہ نہیں ہوگا۔

مخلوط ماحول سے اجتناب:

اسلام اگر عورت کو معاشی سرگرمیوں میں شمولیت کی اجازت دیتا ہے تو ساتھ یہ شرط بھی عائد کرتا ہے کہ اس شمولیت میں مرد و عورت کا اختلاط نہ ہو کیونکہ ایسی صورت میں گناہ کے ارتکاب کے زیادہ مواقع ہیں اور اسلام نے جو مرد کو گھر کے مالی معاملات کا ذمہ دار قرار دیا ہے اور عورت کے لباس، رہائش اور خوراک کی ذمہ داری جو عائد کی ہے وہ اسی لئے ہے کہ عورت اور نامحرم مردوں کا اختلاط نہ ہو ویسے بھی اسلام کا واضح حکم ہے کہ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا (29) اے ایمان والو خود اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ" اس ذیل میں امام بیہقی کی وضاحت ہے کہ: فدخل فی جملة ذلک ان یحمی الرجل امراته وبنته مخالطة الرجال ومحادثتهم والخلوة بهم"(30) لہذا اس میں یہ تمام امور داخل ہیں کہ آدمی اپنی بیوی اور بیٹی کو مردوں کے ساتھ میل جول، بات چیت اور ان کے ساتھ خلوت سے بچائے" اور اسی بیہقی میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث مروی ہے: ثلاثة لایدخلون الجنة العاق لوالدیه والمراة المترجلة والدیوث(31) تین طرح کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے، والدین کا نافرمان، مردوں سے مشابہت رکھنے والی عورت اور اپنی بیوی کے پاس غیر مردوں کے آنے کی پرواہ نہ کرنے والا"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ عورت کو معاشی سرگرمیوں کی اجازت تو ہے مگر اس شرط کی پابندی سے کہ غیر شرعی اختلاط سے اپنے آپ کو بچا کے رکھے اور عملی طور پر ایسا کام معاشرے کی دیگر خواتین کے لئے

سہولت فراہم کرنے والا ہو گا مثلا کوئی ایسا پوائنٹ جہاں صرف خواتین دکانداری کرتی ہوں ان کے لئے وہاں اس طرح کا عمل کرنا شرعی اور قانونی اعتبار سے جائز ہو گا۔

عورت کی معاشی سرگرمیوں کے تقاضے:

سابقہ بحث سے یہ بات واضح ہو چکی کہ اسلام نے مرد کو اپنی بیوی بچوں کے نان ونفقہ کا ذمہ دار بنایا ہے اور خواتین کو باقاعدہ ذمہ دار قرار نہیں دیا۔قرآن حکیم اس کا ذکر یوں کرتا ہے :الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ "(32)مرد خواتین کے نگہبان ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی اور یہ کہ انہوں نے اپنے مالوں میں سے خرچ کیا"

قرآن پاک کی اس صراحت کے باوجود کئی خواتین کئی طرح کی معاشی سرگرمیوں میں حصہ لیتی ہیں۔ان سرگرمیوں کے کئی تقاضے ہیں جن میں سے بعض کا ذکر حسبِ ذیل ہے:

ا۔اندرونِ خانہ معاشی سرگرمیوں کی ضرورت: اندرونِ خانہ معاشی سرگرمیوں کا بنیادی تقاضا یہ کہ خواتین ان سرگرمیوں میں حصہ لیں۔وہ گھر میں بچوں کی نگہداشت،ان کی تعلیم وتربیت کا انتظام،گھر کے سازوسامان کی حفاظت، کھانا پکانا وغیرہ کا اہتمام کریں مگر ان سب چیزوں کو عموما خاطر میں نہیں لایا جاتا مگر اصولی طور پر یہ عورت کی بہت بڑی گھریلو معاشی سرگرمی ہے کیونکہ انہی سرگرمیوں کے لئے مرد کو کافی سرمایہ خرچ کرنا پڑتا ہے مگر خانگی زندگی کو بہتر،مہذب اور پرامن بنانے کا تقاضا ہے کہ عورت اس طرح کی سرگرمیوں کا خود اہتمام کرے جس سے پیار اور محبت کی فضا بھی پیدا ہو گی اور خانگی جھگڑوں کا خاتمہ بھی ہو جائے گا۔کیونکہ بنیادی طور پر فقہاء کی صراحت سے واضح ہے کہ اس طرح کا انتظام مرد کی ذمہ داری ہے۔ علامہ مرغینانی اس حوالے سے امام ابو حنیفہ اور امام محمد کا مؤقف لکھتے ہیں:"تفرض على الزوج النفقة اذا كان موسراونفقة خادمها"(33)مرد اگر خوشحال ہو تو اس پر بیوی اور اس کے ایک خادم کا نفقہ لازم ہے "جبکہ اسی ذیل میں امام ابو یوسف کا مؤقف لکھتے ہیں:تفرض لخادمين لانها تحتاج الى احدهما لمصالح الداخل والى الآخر لمصالح الخارج"(34)شوہر پر بیوی کے دو خدام کا خرچہ لازم ہے اس لئے کہ ان میں سے ایک اس کے گھر کے کام کاج سرانجام دے گا اور دوسرا گھر سے باہر کے امور کے لئے ہو گا"۔اور ان کی یہ بات اس آیتِ قرآنی کے مطابق ہے:"لينفق ذوسعة من سعته"(35)چاہئے کہ وسعت والا اپنی

وسعت کے مطابق خرچ کرے "اسی ڈاکٹر وہبہ زحیلی" وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ"(36)اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی بسر کرو" کے ذیل میں لکھتے ہیں: نفقة الخادم اذا كان الزوج موسرا وكانت المرأة تخدم فی بيت ابيها مثلا ولا تخدم نفسها لكونها من ذوی الاقدار او مريضة لانه من المعاشرة بالمعروف ولا يجب لها فی رأی الجمهور(ابی حنيفة، محمد، الشافعی واحمد)اكثر من خادم واحد لان الخادم يكفيهاالنفسهافتحقق الكفاية بواحدولاضرورةالی اثنين"(37)

اگر شوہر خوشحال اور عورت اپنے باپ کے گھر میں تو کام کرتی ہو لیکن اعلیٰ مقام والی یا بیمار ہونے کی وجہ سے اپنے کام خود نہ کرتی ہو تو بہتر انداز سے زندگی گذارنے کا تقاضا ہے کہ شوہر پر اس خادم کا خرچہ لازم ہو لیکن جمہور (ابو حنیفہ، محمد، شافعی اور احمد) کے نزدیک اس کے لئے ایک سے زیادہ خادم جائز نہیں ہے کیونکہ ایک خادم اس کے لئے کافی اور دو کی کوئی ضرورت نہیں ہے"

عورت کے اس بیان کردہ استحقاق کے باوجود عورت اگر حالات کا تقاضا ہو تو عورت گھر کا انتظام بہتر انداز میں چلانے کے لئے عورت اگر خود امورِ خانہ کی طرف توجہ دیتی ہے تو یہ اس کی مہربانی ہو گی اور اسلام اس کو ستائش کی نظر سے دیکھتا ہے۔

۲۔ نفقہ کا اہتمام نہ ہونے کی صورت میں عورت کی معاشی سرگرمیوں کی ضرورت:

اگر کسی خاندان کا سربراہ انتقال کر جائے جو کہ اس خاندان کا واحد معاشی کفیل تھا اور اس کی اولاد میں جوان صرف بیٹیاں ہوں تو ان یتیم بچوں کی کفالت کے لئے اس بیوہ یا اس کی بیٹیوں کا معاشی سرگرمیوں میں شامل ہونا ضروری ہو جاتا ہے۔ اب دو صورتیں ہیں کہ یا تو وہ گھریلو دستکاریوں کے ذریعے یا پھر بیرونی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہوئے ملازمت، تجارت، صنعت یا زراعت میں حصہ لے کر اپنے وسائل کا اہتمام کریں کیونکہ موجودہ حکومتیں عہدِ نبوی اور خلافتِ راشدہ کے ادوار کی فلاحی ریاستوں کے تصور سے عاری ہیں کہ جہاں وسائل سے محروم افراد کی کفالت حکومت اپنے ذمے لیتی تھی۔ لہذا ایسے حالات میں معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینا آج کی عورت کی مجبوری بن چکی ہے تو شرعی حدود میں وہ اپنے وسائل کی دستیابی میں خود کفیل ہو سکتی ہے جیسا کہ دورِ رسالت مآب ﷺ میں بہت سی اس طرح کی مثالیں ملتی ہیں اور قانون بھی کسی پر اس معاملہ میں قدغن نہیں لگاتا بلکہ آج جہاں مختلف شعبوں میں جہاں مردوں کو ملازمت کے لئے

بھرتی کیا جاتا ہے وہیں عورتوں کو بھی مکمل موقع فراہم کیا جاتا ہے اور مختلف اداروں میں باقاعدہ خواتین اپنی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔

۳۔ معاشی ترقی میں اضافہ کی ضرورت:

آج کے دور میں کسی بھی ملک کی ترقی کو اس کی فی کس آمدنی کے اعتبار سے پرکھا جاتا ہے۔آج اگر خواتین جو ملکی آبادی کا نصف سے زائد حصہ ہیں وہ اگر معاشی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لیں گی ملکی ترقی میں اضافہ نہیں ہوگا اور اگر خواتین بھی مردوں کے شانہ بشانہ معاشی سرگرمیوں میں حصہ لیں گی تو ان کی وجہ سے ملکی معیشت میں اضافہ ہوگا۔

۴۔ خواتین کی سہولت اور بچیوں کی تعلیم کے لئے:

خواتین اگر معاشی سرگرمیوں میں حصہ لیں گی تو اس سے دیگر خواتین کو سہولت ہوگی۔وہ بینکوں، بازاروں، ہسپتالوں اور تعلیمی اداروں وغیرہ میں عورتوں سے معاملات کر سکیں گی۔اس طرح خواتین آسانی سے شرعی تقاضوں کے مطابق اپنی بنیادی ضروریات زندگی حاصل کر سکیں گی اور دوسروں کی دست نگر بننے سے بچ جائیں گی۔اسی طرح اگر خواتین پڑھ کر تعلیمی اداروں کا رخ نہیں کریں گی تو آئندہ نسل کی بچیاں یا تو تعلیمی میدان میں پیچھے رہ جائیں گی اور ان کے والدین ان کو مخلوط کی وجہ سے پڑھائی سے دور رکھیں گے اور اس طرح بچیاں جو زندگی کے بہت سے میدانوں میں اپنی خدمات سرانجام دے سکتی ہیں ملک وملت ان کی ان خدمات سے محروم رہ جائیں گے اور قوم پھر تنزلی کا ہی منہ دیکھے گی۔

اس ساری بحث کا نچوڑ یہ ہوا کہ وقت کی ضرورت ہے کہ خواتینِ خانہ شرعی حدود وقیود کی پاسداری کرتے ہوئے مردوں کے شانہ بشانہ چلیں اور معاشی استحکام کے لئے اور افرادِ خانہ کو احسن انداز میں ضروریات کی فراہمی کے لیے معاشی سرگرمیوں کا سہارا لیں اور ملک کو ترقی کی راہ پہ گامزن کریں۔

عورت کی معاشی سرگرمیوں کے مسائل اور ان کا حل:

آج کے دور میں عورت کی معاشی سرگرمیوں کے حوالے سے کئی ایک مسائل سامنے آتے ہیں جن میں سے چند ایک اور ان کے اسلامی حل کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

ا۔سفر میں عدمِ تحفظ اور اس کا اسلامی حل:

عورت کے جدید مسائل میں ایک اہم مسئلہ جو اس کی معاشی سرگرمیوں میں رکاوٹ بنتا ہے وہ عورت کا دورانِ سفر لوگوں کے غلط رویوں کا سامنا کرنا ہے جو کہ لازمی طور ان کی عزت و ناموس کے خلاف ہوتا ہے اور خود ان کی اور ان کے خاندان کی بدنامی اور ذہنی کوفت کا ذریعہ بنتا ہے۔اسلام نے اسکا حل یہ دیا ہے کہ عورت لمبا سفر تنہا نہ کرے بلکہ اس کے ساتھ اس کا خاوند یا کوئی محرم ہو[38]۔اگر اس کا اہتمام ہو تو ان سفری مسائل سے کافی حد تک بچا جاسکتا ہے۔

۲۔جائے ملازمت پر خواتین کو ہراساں کرنے کا مسئلہ:

ہمارے ہاں خواتین کو ان کی جائے ملازمت پر ہراساں کرنے کا معاملہ بڑا سنگین صورت اختیار کر گیا ہے۔کئی جگہوں پر خواتین کو جنسی طور پر ہراساں کرنے کے واقعات رپورٹ ہوئے ہیں۔اسلام کی تعلیمات اس حوالے سے واضح کہ اجنبی خواتین کے ساتھ غلط تعلقات یا اس کے ذرائع اختیار کرنا دونوں منع ہیں اس لئے قرآن حکیم نے فرمایا: "وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَاۖ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا "(39)"اور تم زنا کے قریب بھی نہ جاؤ بے شک یہ بے حیائی کا معاملہ اور برا راستہ ہے"ایک اور مقام پر فرمایا: وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ"(40)تم بے حیائی کے کاموں کے قریب بھی نہ جاؤ چاہے وہ واضح ہوں یا پوشیدہ"اور انہی احکامات پر عمل کرتے ہوئے پاکستان میں جائے ملازمت پر خواتین کو ترقی دینے جیسی ترغیبات اور ملازمت سے برخواستگی کی ترہیبات کے ذریعے جنسی طور پر ہراساں کئے جانے پر تعزیری سزاؤں کے حوالے سے 2010 میں ایکٹ بنا جس میں حراسگی کی وضاحت اور اس میں شامل امور کی وضاحت کرتے ہوئے ان کے ارتکاب کی صورت اور ایسے معاملات میں تعزیری سزاؤں کا تعین کیا گیا(41)اور غور کرنے سے پتہ چلتا ہے ان سزاؤں کا قیام شریعت کی روح کے مطابق ہے تاکہ معاشرے کے ان ناسوروں کی تادیب بھی ہو سکے اور عورت کی عزت کو محفوظ بنا کر معاشرے کی ترقی کا ذریعہ بنایا جاسکے۔پاکستان میں اس مقصد کے لئے مختلف مواقع پر مختلف قسم کی قانون سازی کی گئی۔(42)

۳۔بیرونی ملازمت کے عوض گھر کے نفقہ میں حصہ:

آج کے دور میں ملازمت کے سلسلہ میں جو خواتین گھر سے باہر جاتی ہیں ان کے لئے اپنے

گھریلو معاملات میں جو کہ انہی کی ذمہ داری ہوتے ہیں وہ دوسرے افرادِ خانہ کرتے ہیں۔ جیسے خاوند کے گھر کی نگرانی کا عمل بیرونی ملازمت میں پورا نہیں ہوتا اسی طرح اس عورت کے ذاتی کھانے اور کپڑوں کا معاملہ بھی دوسرے افرادِ خانہ سرانجام دے رہے ہوتے ہیں۔ایسے میں اگر وہ عورت اپنی تنخواہ یا منافع کا کوئی حصہ بھی گھر کے نفقہ میں صرف نہ کرے تو قوی اندیشہ ہے کہ اس گھر کے معاملات خراب ہو جائیں گے، لڑائی جھگڑا ہو گا اور ان کے درمیان جدائی تک کی نوبت بھی آسکتی ہے یا پھر وہ عورت کو اس ملازمت کو ختم کرنے کا کہیں گے۔

اس مسئلہ کا حل نصوص میں تو ظاہری طور پر نہیں کیونکہ کتاب وسنت کے مطابق مرد کو نان ونفقہ کا ذمہ دار بنایا گیا ہے مگر مذکورہ بالا صورت سے بچنے کے لئے ملازمت پیشہ عورت کو چاہیئے کہ وہ اپنی تنخواہ کا کچھ حصہ نفقہ کے لئے مخصوص کر دے اور ایسا اخلاقی حوالے سے کرنا چاہئے اور اجتہاد کی روسے ایسی صورت میں عورت کو اپنی آمدن کا کچھ نفقہ کے لئے اہل خانہ کو دینے کا پابند کیا جاسکتا ہے اور اس پر قانون سازی بھی ہو سکتی ہے تاکہ اس کی ملازمت کی صورت میں پیدا ہونے والے سنگین اختلافات سے بچا جاسکے۔

۴۔ مخلوط اداروں کے مسائل اور ان کا اسلامی حل:

اگر خواتین اور مردوں کے مشترکہ ادارے ہوں تو ایسی جگہ پر ملازمت پیشہ خواتین کے مسائل بڑھ جاتے ہیں جبکہ دوسری طرف مرد وعورت میں خلوت کے امکانات بڑھ جاتے ہیں جس وجہ سے شہوانی غلبہ سے عورت کو ہراساں کرنے کے قوی امکانات بن جاتے ہیں اور نتیجہ عصمت دری کی صورت میں سامنے آتا ہے جس کے نتیجے میں زنا جیسے معاملات سامنے آتے ہیں جن کی وجہ سے Hudood Ordinance 1979,Protection of Women(Criminal Law)Act2006,Anti Women Practices Act 2011اورHarassment of Women at the Workplace Act 2010 جیسے کئی قسم کے قوانین وضع کرنا پڑے۔(43) پھر اس قسم کے قوانین کو مجموعہ قوانین تعزیراتِ پاکستان (Pakistan Penal Code) میں شامل کیا گیا۔(44) اور ایسے جرائم پر سخت سے سخت سزائیں رکھی گئیں تاکہ معاشرہ پر امن ہو اور عورتوں کی عزت وناموس محفوظ رہے۔ایسے مسائل سے بچنے کا واحد حل اسی میں نظر آتا ہے کہ مردوزن کے ادارے علیحدہ کئے جائیں اور ایسا ممکن نہیں ہے تو عورتوں کے لئے الگ ڈیسک قائم کئے جائیں جہاں عورتوں کے ساتھ صرف عورتیں ہی معاملہ کریں اور اس طرح کے مسائل سے بچا جاسکے۔

نتائج بحث:

سابقہ تمام بحث پر غور کرنے سے پورے مقالہ کا نچوڑ درج ذیل اہم نکات کی صورت میں سامنے آتا ہے:

1. اسلام میں معاشی سرگرمیوں کی بہت زیادہ اہمیت ہے اور ان میں خاص ذمہ داری مرد کی بنتی ہے مگر اس کے باوجود عورت کو معاشی ذمہ داریوں کی اجازت ہے۔
2. عورت اندرونِ خانہ کئی ایک معاشی سرگرمیاں اختیار کر سکتی ہے جن میں اس کا گھریلو کام کرنا بھی ایک طرح سے معاشی ذمہ داریوں میں آتا ہے یہ الگ بات ہے ان خدمات کا معاوضہ ادا نہیں ہوتا اس لئے ان کو معاشی سرگرمیوں کا نام نہیں دیا جاتا۔
3. خواتین ہوم انڈسٹری کے تحت باقاعدہ معاشی سرگرمیاں اختیار کر سکتی ہے۔
4. عورت بیرونِ خانہ کی معاشی سرگرمیوں میں زراعت، صنعت، تجارت یا کسی بھی محکمہ میں ملازمت اختیار کر سکتی ہے۔
5. آئینِ پاکستان میں بھی خواتین کو کسی بھی قسم کی معاشی سرگرمیاں اختیار کرنے کی اجازت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قومی وصوبائی اسمبلیاں اس حوالے سے قانون سازی کرتی ہیں۔
6. بیرونِ خانہ عورت کی معاشی سرگرمیوں میں محرم یا شوہر کے ساتھ سفر، مخلوط ماحول سے اجتناب، پردہ کی پابندی، حلال کاروبار وغیرہ کی شرائط شامل ہیں۔
7. عورت کی معاشی سرگرمیوں کے تقاضوں میں سے اندرونِ خانہ سرگرمیوں کی ضرورت، باپ یا خاوند کی فوتگی کی صورت میں ضرورت، معاشی ترقی کی ضرورت اور سہولت شامل ہے۔
8. عورت کی معاشی سرگرمیوں کے مسائل جیسے سفر میں عدمِ تحفظ، جائے ملازمت پر خواتین کو ہراساں کرنا، بیرونی ملازمت کے عوض گھر کے نفقہ میں حصہ اور مخلوط اداروں کے مسائل اور ان کے اسلامی حل کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس ساری بحث کے بعد احساس ہوتا ہے کہ عورتوں کی معاشی، معاشرتی، سیاسی، خاندانی اور تربیتی مصروفیات اور ان سے متعلق حدود و قیود مسائل اور ان کے شرعی حل جیسے موضوعات پر بھی کام کی اشد ضرورت ہے تاکہ معاشرے میں اپنے آپ کو اسلامی ماحول میں محفوظ محسوس کر سکے۔

حواشی وحوالہ جات

1۔بخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ فی القریٰ والمدن، دار طرق النجاۃ، الطبعۃ الاولیٰ، 1422ھ، رقم الحدیث 893؛ علامہ ناصر الدین البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے

2۔علوی، ثریا بتول، **اسلام میں عورت کا مقام**، حرا پبلی کیشنز فضل الٰہی مارکیٹ، لاہور، 1999ء، ص126

3۔ النسآء 4 : 32

4۔مرغینانی، علی بن ابی بکر، **الھدایۃ**، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 287/2

5۔بخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ فی المدن، رقم الحدیث 893

6۔طبرانی، سلیمان بن احمد، **المعجم الاوسط**، دار الحرمین القاہرۃ، 93/1، رقم الحدیث 282

7۔ ابن سعد، ابو عبداللہ محمد بن سعد، **الطبقات الکبریٰ**، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ، الطبعۃ الثانیۃ، 1408ھ، 8 : 212

8۔ ابن سعد، **الطبقات الکبریٰ**، 8 : 276

9۔ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد، **الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ**، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ، 1415ھ، 18 : 255

10۔ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، **السنن**، کتاب الطلاق، باب فی مبتوتۃ تخرج بالنہار، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، رقم الحدیث 2297

11۔ بخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب التفسیر۔ سورۃ احزاب، باب قولہ لاتدخلوا بیوت النبی الخ، رقم الحدیث 4795

12۔خان، وحید الدین، **خاتونِ اسلام**، دار الابلاغ لاہور، 2016، ص196-197

13۔ بخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الجمعۃ، باب قول اللہ تعالیٰ فاذا قضیت الصلوۃ، رقم الحدیث 938

14۔ بخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الحرث والمزارعۃ، رقم الحدیث 2320

15۔ ابن سعد، **الطبقات الکبریٰ**،8 : 31

16۔ابن سعد، **الطبقات الکبریٰ**،8 : 363

17۔ ایضا،8 : 212

18۔ The Constitution of Pakistan, Article 18

19۔ The Constitution Islamic Republic of Pakistan, Article 25

20۔الاحزاب33: 33

21۔ The Constitution of The Islamic Republic of Pakistan, Article 23

22۔ شنقيطي، محمد الامين بن محمد، **العَذْبُ النَّمِيرُ مِنْ مَجَالِسِ الشَّنْقِيطِيِّ فِي التَّفْسِيرِ** ،طبعة الثانية، 1426ھ، دار عالم الفوائد للنشر والتوزيع، مكة المكرمة،166/3

23۔ بخاری، **الجامع الصحیح**، باب مداواۃ النساء الجرحیٰ فی الغزو، رقم الحدیث 2882

24۔ احمد بن حنبل، **المسند**، مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الاولیٰ، 1421ھ/2001ء، 432/3، رقم الحدیث 1967

25۔ **مجلة الاحكام العدلية**، کتب خانہ نور محمد، آرام باغ کراچی، 18/1

26۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، **الجامع**، ابواب الرضاع، باب فی کراھیۃ ان تسافر المرأۃ وحدھا، مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، الطبعۃ الثانیۃ، 1395ھ/1875ء، رقم الحدیث 1169

27۔ ترمذی، **الجامع**، ابواب الرضاع، باب فی کراھیۃ ان تسافر المرأۃ وحدھا، رقم الحدیث 1170

28۔ ایضا، رقم الحدیث 1173

29۔ التحریم 66: 6

30۔ بیہقی، احمد بن حسین، **شعب الایمان**، مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، ریاض، 260/13

31۔ ایضا، 261/13، رقم الحدیث 10309

32۔ النساء،4: 34

33۔ مرغینانی، **الهداية**، 287/2

34۔ ایضا

35۔ الطلاق 65: 7

36۔ النساء4: 19

37۔وھبۃالزحیلی،**الفقہ الاسلامی وادلتہ**،دارالفکر،سوریا،دمشق،7393/10

38۔ترمذی،**جامع**،ابواب الرضاع،1169

39۔الاسراء،7: 32

40۔الانعام،151/6

41-The protection Against Harassment of Women at the Workplace Act 2010

42-Protection of Women(Criminal Laws Amendment)Act, 2006; Prevention of Anti Women Practices(Criminal Law Amendment)Act 2011; The Criminal Law(Second Amendment)Act 2011; The Punjab Protection Against Violence of Women Act 2016.

43-Offence of Zina(Enforcement of vii of 1979)Ordinance

44-Pakistan Penal Code Section 365B,367A,371A,371B, 493A,496A